بنتِ امیرِ شریعت کی رحلت

مولانا محمد ازہر

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ، ۱۴؍اپریل ۲۰۱۲ء ہفتہ کی شب کو تحریک آزادی کے عظیم رہنما، خطیب اُمّت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صاحبزادی سیدہ اُمّ کفیل بخاری نے داعیِ اجل کو لبیک کہا اور کم و بیش اسی برس اس جہان رنگ و بو میں گزار کر دار البقا کو سدھار گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خانوادۂ امیر شریعت میں اس وقت سیدہ مرحومہ بزرگ ترین خاتون تھیں۔ جن کی برکات اور دعاؤں کی ضرورت حضرت امیر شریعت کی یادگار جماعت مجلس احرار اسلام ہی نہیں پوری قوم کو تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے روحانی فیوض و برکات جاری و ساری رکھیں۔ سیدہ مرحومہ حضرت امیر شریعت کے سب سے بڑے فرزند و جانشین حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں چھ برس چھوٹی اور دیگر تمام بھائیوں سے بڑی تھیں۔ آپ کی ولادت سے پہلے حضرت امیر شریعت کی تین بیٹیاں صغر سنی میں انتقال کر چکی تھیں۔ ایک اور بیٹی (سیدہ سالمہ) بعد میں پیدا ہوئیں وہ بھی پونے دو برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ یکے بعد دیگرے بچیوں کی اموات کے باعث حضرت امیر شریعت کو اپنی اس اکلوتی بیٹی سیدہ ام کفیل سے بے پناہ محبت تھی۔ جس کا بے ساختہ اظہار کبھی کبھی پیرایۂ خطابت اختیار کر لیتا تھا۔ ۱۹۵۶ء میں راولپنڈی میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

> ''میری بیٹی ...... جو ظاہری اسباب میں میری حیات کا باعث ہے۔ اللہ بیٹوں کو بھی سلامت رکھے مگر بیٹی سے مجھے محبت بہت ہے۔ اس نے کئی بار مجھ سے کہا ابا جی! اب تو اپنے حال پر رحم کریں، آپ کو چین کیوں نہیں آتا، کیا آپ سفر کے قابل ہیں، چلنے پھرنے کی طاقت آپ میں نہیں رہی کھانا پینا آپ کا نہیں رہا، یہ آپ کا حال ہے، کیا کر رہے ہیں آپ؟
>
> میں نے کہا تم نے میری دکھتی رگ پکڑی ہے، میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں؟ بیٹا تم بہت خوش ہوگی، اگر میں چار پائی پر مروں، میں تو چاہتا ہوں کسی کے گلے پڑ کر مروں، تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں باہر نکلوں میدان میں اور یہ کہتا ہوا مر جاؤں ''لا نبی بعد محمد، لا رسول بعد محمد، لا امۃ بعد امۃ محمد'' عقیدہ ختم نبوت بیان کرتے ہوئے اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے موت آجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ''

حضرت امیر شریعت نے عقیدہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے جو قربانیاں دی، جیلیں کاٹیں، فرنگیوں کے ہاتھوں

قید و بند صعوبتیں اٹھائیں، ان میں امیر شریعت کے خاندان کا برابر کا حصہ ہے۔ حضرت امیر شریعت نے اپنی اولاد کی تربیت اس انداز سے فرمائی کہ وہ دین کے راستے میں پہنچنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور اس راستے کی ذلت کو اپنے لیے عزت و سعادت تصور کریں۔ ایک مرتبہ سیدہ مرحومہ اور اماں جی (اہلیہ حضرت امیر شریعت) کے ساتھ پولیس والوں نے بدزبانی کی اور گالیاں بکیں۔ اس توہین و بدتمیزی کا طبعی اثر حضرت امیر شریعت کے بڑے بیٹے حضرت مولانا سید ابوذر بخاری پر بھی ہوا۔ حضرت امیر شریعت نے انہیں کبیدہ خاطر دیکھا تو فرمایا:

> ''آخر ہوا ہی کیا ہے؟ یہی کہ تمہاری ماں اور بہن کے سامنے پولیس نے بدزبانی کی اور گالیاں بکیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے اس سے بھی زیادہ بدسلوکی ہوتی تو ہماری سعادت ہوتی۔ اگر تمہاری ماں اور بہن کو سڑک پر گھسیٹ کر لاتے اور ان کو مارتے تو میں سمجھتا کہ تحفظ ختمِ نبوّت کا کچھ حق ادا ہوا۔ اللہ کے دین کے کاموں میں سختیاں اور امتحانات نہ آئیں اور مار نہ پڑے، یہ ہو نہیں سکتا، دین کا کام کرو گے تو مار بھی پڑے گی۔ اس کے لیے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھو، تمہیں تو معلوم ہے کہ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جیسی رؤف و رحیم ہستی کو دین کے نام پر کتنی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ جانتے نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو زخمی کیا گیا اور اسی زخم سے وہ شہید ہوئیں۔ ہماری کیا حیثیت ہے؟ اس لیے صبر کرو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی قربانی کو قبول فرمائے۔''

سیدہ مرحومہ کو اپنے عظیم باپ کے زیرِ سایہ گھر میں جو دینی روحانی اور علمی ماحول ملا، اس نے سونے کو کندن بنا دیا۔ حضرت امیر شریعت بعض صفات و کمالات میں اپنے تمام معاصرین میں ممتاز تھے، ان کی پوری زندگی استقامت و خود داری اور ایثار و قربانی کی مجسّم تصویر تھی۔ یہی خوبیاں حسبِ مراتب ان کی اولاد (ذکور و اناث) میں پائی جاتی تھیں۔ حضرت امیر شریعت کے فرزندان اور مجلس احرارِ اسلام کو عصرِ حاضر کی منافقانہ سیاست کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر اپنوں اور غیروں کی طرف سے بے شمار الزام تراشیوں اور مطاعن کا نشانہ بنایا گیا۔ جھوٹے اور من گھڑت الزامات عائد کیے گئے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کی پاداش میں ''خارجیت'' کا طعنہ دیا گیا۔ لیکن ابنائے امیر شریعت اور جماعت امیر شریعت نے استقامت و حق گوئی کا پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیا۔

حضرت امیر شریعت زبان و بیان اور شعر و ادب کا اس قدر بلند ذوق رکھتے تھے کہ دلّی والے بھی انہیں بولتے ہوئے سن کر رشک کرتے تھے، شعر و ادب کا یہ اعلیٰ ذوق سیدہ مرحومہ اُمّ کفیل میں بھی وراثتاً منتقل ہوا۔ حضرت امیر شریعت خود بہت باذوق شاعر تھے، آپ کا مجموعہ کلام ''سواطع الالہام'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ بڑے فرزند حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور دوسرے فرزند حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری بھی شاعری کا عمدہ ذوق رکھتے تھے، سیدہ مرحومہ بھی نظم و نثر پر ماہرانہ دسترس رکھتی تھیں۔ حضرت امیر شریعت کے نقوش زندگی اور مکاتیب پر مشتمل آپ کی شہرۂ آفاق

تالیف ''سیّدی وابی'' میں آپ کا نمونۂ کلام موجود ہے۔اس کتاب میں ایک جگہ ''عظیم باپ'' کے زیرِ عنوان فرماتی ہیں:

''ابا جی کے ایک مرید تھے، جالندھر کے حاجی غلام محمد صاحب، تقسیم کے وقت جائیداد کی تباہی کا دماغ پر ایسا اثر ہوا کہ حواس مختل ہوگئے، صحیح ہوں یا دورے کی حالت میں، آتے ہر روز تھے، ایک دن فجر کے وقت ہی گلی میں چکر لگا رہے تھے اور نجانے کیا کچھ پڑھ رہے تھے، ابا جی نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور بلا کر پاس بٹھا لیا، سمجھایا بجھایا، چائے بنوا کر لے گئے اور انہیں پلائی، ان کی طبیعت بحال ہوئی تو وہ گھر چلے گئے، سنا ہوا تھا کہ بہار کے دنوں میں جنوں تیز ہو جاتا ہے، جن دنوں میں یہ قصہ پیش آیا موسم بہار ہی کا تھا، میرے ذہن میں مصرع آیا

''جنوں میں فصل بہاری ستم ہی ڈھاتی ہے''

بہت سال بعد ایک دن ابا جی بہت یاد آئے اور اچانک یہ مصرع بھی، ساتھ ہی یہ چند شعر موزوں ہوگئے

جنوں میں فصل بہاری ستم ہی ڈھاتی ہے
عظیم باپ تری یاد خوں رُلاتی ہے
تری وفات نے جینے کی آرزو کھو دی
پہ تیرے پیار کی لو حوصلہ بڑھاتی ہے
تری عطوفت و رأفت کی یاد یوں کہیے
شعاعِ نور کہ سینے میں جھلملاتی ہے
تفکرات و حوادث نے کر دیا محزوں
تری حیات ہے قندیلؔ رہ دکھاتی ہے
میں تیرے چہرۂ انور کو دیکھنے کے لیے
ترس گئی ہوں مری روح بلبلاتی ہے
ترے کمالِ خطابت کا تذکرہ جب ہو
عدو بھی کہتے ہیں' تاریخ جگمگاتی ہے

حضرت امیر شریعت کی یاد میں ان کی ایک اور نظم ملاحظہ کیجیے:

جب کبھی وہ سفر پہ جاتے تھے　　دل بہت بے قرار ہوتا تھا
ان کی آمد کا بالخصوص مجھے　　رات دن انتظار ہوتا تھا

مجھ سے اکثر خطائیں ہو جاتیں ان کی جانب سے پیار ہوتا تھا
اس زمانہ میں جبکہ بیٹی سے بات کرنا بھی عار ہوتا تھا
مجھ پہ بیٹوں سے کچھ سوا شفقت ان کا خاص اک شعار ہوتا تھا

....

وہ انوکھا سا پیار کرتے تھے جان ہم پہ نثار کرتے تھے
ہم تو اولاد تھے وہ غیروں سے اس طرح کا پیار کرتے تھے
لوگ اپنوں کو بھول جاتے تھے جان ان پہ نثار کرتے تھے

سیدہ مرحومہ کو اپنی حیات مستعار کے آخری دور میں ایک جانکاہ صدمے سے دوچار ہونا پڑا، ان کے انتہائی لائق وفائق عبقری صفات فرزند سید محمد ذوالکفل بخاری چالیس سال کی عمر میں مکۃ المکرّمہ میں ٹریفک حادثے میں شہید ہوگئے۔ اس ناگہانی سانحے کو خانوادۂ امیر شریعت بالخصوص شہید کے والد حافظ سید محمد وکیل بخاری، والدہ سیدہ مرحومہ، برادرِ اکبر سید محمد کفیل بخاری اور ہمشیرگان نے جس صبر و رضا کے ساتھ برداشت کیا، وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی عطائے خاص کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی منظر سیدہ مرحومہ کی جدائی پر نظر آیا، آپ کے دونوں چھوٹے بھائی حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری، حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، فرزند سید محمد کفیل بخاری اور شریکِ حیات پروفیسر سید محمد وکیل بخاری صبر اور رضا بالقضاء کی تصویر نظر آرہے تھے، یہی حال گھر کی مستورات کا تھا۔

سیدہ مرحومہ کی نماز جنازہ ہفتہ کے روز عصر سے پہلے باغ لانگے خان میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے فرمائی، بعد از عصر جلال باقری قبرستان کے احاطۂ بنی ہاشم میں عظیم بیٹی کو عظیم ماں کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اس عام قبرستان کے اندر ایک چار دیواری میں ایشیا کا عظیم خطیب، ان کی اہلیہ، دو بیٹے مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، اہلیہ سید عطاء المحسن بخاری اور اب سیدہ اُمِّ کفیل بخاری محوِ استراحت ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ ان نفوس قدسیہ پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے، جن کے انفاس قدسیہ کی مہک برصغیر کی دینی و علمی فضاؤں میں ہمیشہ آتی رہے گی۔

(مطبوعہ: روزنامہ اسلام، ۲۱/اپریل ۲۰۱۲ء)

☆☆☆